نبوی دعوت وسیرت اور قریشی مجالس

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

بزم آرائی ہر تہذیب کی ایک خوشنما روایت رہی ہے اور عہدِ جاہلیت کے عرب بالخصوص قریشِ مکہ اس کے دلدادہ تھے ہر قبیلہ اور ہر گھرانہ کی اپنی اپنی چوپال ہوتی تھی جو ان کے نام سے موسوم ہوتی تھی۔ جہاں وہ صبح سویرے یا رات ڈھلے اپنی بزم آراستہ کرتے، باہمی امور پر تبادلہ کرتے، قبائلی، خاندانی اور قومی معاملات پر بحث ومباحثہ کرتے اور شعر ونغمہ، راگ رنگ اور مے انگبیں سے دل بہلاتے تھے۔[۱] مکہ مکرمہ کے قبیلۂ قریش اور اس کے مختلف خاندانوں، گھرانوں، خانوادوں اور ان کے حلیفوں اور مولاؤں نے بزم آرائی کے اپنے اپنے محلہ جاتی سقیفوں یا چوپالوں کے علاوہ بیت اللہ کے اردگرد مسجدِ حرام کے صحن کو بھی مجلس آرائی کے لیے استعمال کرنا شروع کردیا۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ اس ریت کا صحیح صحیح نقطۂ آغاز کیا تھا لیکن یہ حتمی ہے کہ جب شہرِ مکہ مکرمہ کے قریشی بانیٔ نو قصی بن کلاب نے شہرِ جدید کی تعمیر کی اور قریشی خانوادوں کو ان کے سماجی مقام ومرتبہ کے مطابق خانۂ کعبہ کے قرب یا گردوپیش میں بسایا اسی زمانے میں اس کا بھی چلن ہوا ہوگا۔ محمد بن حبیب بغدادی کے مطابق دارالندوہ کا نام اسی لیے پڑا تھا کہ قریش وہاں اپنے تمام اچھے برے معاملات کے لیے مجلس آرا ہوتے تھے۔[۲]

تاریخ مکہ مکرمہ کے ماہرین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے مؤلفین کی روایات واخبار سے واضح ہوتا ہے کہ نبوی ولادت سے متصل زمانے یعنی چھٹی صدی عیسوی میں تمام اکابر قریش خانۂ کعبہ کے زیرِ سایہ اپنی اپنی مجالس جماتے تھے اور وہاں باہمی امور اور سماجی معاملات پر غور وخوض کرتے تھے۔ غالباً سب سے پہلا حوالہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد عبدالمطلب بن ہاشم کی مجلس کے تعلق سے قریشی مجالس کا آتا ہے کہ عبدالمطلب

کے فرزندانِ گرامی تک ان کی مسند پر نہیں بیٹھتے تھے کہ ان کا جلال وجاہ اس کے لیے مانع تھا مگر شفیق دادا اپنے درِّ یتیم پوتے کو نہ صرف اپنی مسند پر جگہ دیتے بلکہ اپنے زانو پر بٹھا کر شفقت ومحبت کا اظہار کرتے تھے[۴] حلف الفضول جیسے اہم معاہدۂ امن وانتظام کا آغاز بھی انھیں قریشی مجالس کے سامنے مظلوم زبیدی تاجر کی آہ وبکا اور فریاد وزاری سے ہوا تھا[۵] یہ قریشِ مکہ کی روزانہ مجالس تھیں اور عہدِ جاہلیت اور عہدِ اسلامی مکی میں ان کی اہمیت ومنزلت نہ گھٹی تھی۔

اسلامی عہد کے آغاز سے قریشی مجالس کا اسلامی نقطۂ نظر سے دعوتی اور تبلیغی پہلو بھی پیدا ہو گیا کیوں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلامی اور تبلیغ وارشاد کی مساعی میں ان کا بہت اہم کردار رہا۔ ظاہر ہے کہ اسلام کی خفیہ تبلیغ کے زمانے میں ان مجالسِ قومی سے کام نہیں لیا جا سکتا تھا کہ اسلام کی دعوت کو مخفی رکھنا اور اسلامیانِ مکہ کی معتدبہ تعداد فراہم کرنا اور قریش کی مخالفت وعداوت سے ان کو اور اسلام کو بچانا مقصود تھا۔ لیکن جب اسلام کی علانیہ تبلیغ ودعوت کا الٰہی حکم آگیا تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرتب کردہ مخصوص مجالسِ دعوت، کوہِ صفا کے موقعِ ارشاد اور دوسرے منازلِ تبلیغ کے ساتھ ساتھ ان قریشی مجالسِ کعبہ کو بھی اپنے عظیم وجلیل مقصود کی خاطر استعمال کیا۔ دوسری طرف قریشی اکابر کی مجالس بھی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ خیر اور اسلام کے تذکرۂ محمود سے خالی نہ ہوتی تھیں کہ آپ کا ظہورِ مبارک اور اسلام کا آوازۂ بلند ان کے لیے ایک حادثۂ فاجعہ سے کم نہ تھا۔

بلاذری نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلامی کے ضمن میں امام زہری کی ایک روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی خفیہ دعوت شروع کی اور بہت سے لوگ آپ کے پیرو بن گئے جو زیادہ تر نوجوان اور کمزور تھے اور قریشی اکابر اس سے گریزاں رہے تو اس دوران جب آپ ان کی مجالس سے گذرتے تو وہ آپ کی طرف اشارہ کر کے کہتے کہ بنو عبدالمطلب کا نوجوان (غلام) آسمان کی باتیں کرتا ہے۔ اس روایت اور دوسری روایات سے واضح ہوتا ہے کہ قریشی مجالس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے خالی نہیں ہوتی تھیں اور ایسا خفیہ تبلیغ کے زمانے میں بھی تھا کیونکہ اخفار اور پردہ پوشی کی اولین کوششوں کے بعد اسلام اور نبوی دعوت کوئی راز نہیں رہی تھی[۶]

لیکن اسلامی دعوت کے علانیہ اظہار اور تبلیغ کے بعد قریشی مجالس معمولی تبصروں اور اشاروں

کنایوں سے آگے بڑھ کر بحث مباحثہ، سب وشتم اور ایذا و تکلیف دہی کی منزلوں تک جا پہونچیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی تہذیبی اہمیت اور سماجی منزلت اور دعوتی قدر و قیمت سمجھ کر ان کو اپنی دعوت خیر و فلاح کے لیے باقاعدہ استعمال کرنا شروع کر دیا چنانچہ مکہ مکرمہ کے بقیہ دس سال قیام نبوی کے دوران قریشی مجالس میں نبوی شرکت کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

ان ہی ابتدائی مجالس قریش میں سے ایک کا واقعہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانۂ کعبہ کے قریب نماز ادا کی تو ابوجہل مخزومی نے آکر آپ کو روکا اور سرزنش کی کہ پہلے ہی اس سے منع کیا جا چکا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سخت تہدید کی تو اسے سخت ناگوار گزرا اسی واقعہ سے متعلق قرآن مجید کی اولین نازل ہونے والی سورۂ اقراء کا دوسرا حصہ نازل ہوا جس کی متعدد آیات کریمہ نہ صرف واقعہ کی تفصیل بیان کرتی ہیں بلکہ مجلس/نادی (نادیہ) کا صریح ذکر بھی کرتی ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے ..... فلیدع نادیہ' سندع الزبانیۃ (سورہ اقراء: ۱۷) تو اس کو چاہیے کہ اپنے ہم نشینوں کو بلا لے ساتھ کے ساتھ ہم (بھی اپنے) جلاد فرشتوں کو..... بلالیں گے)۔ اس مجلس قریش کا ذکر تفاسیر قرآن کے علاوہ سیرتی ماخذ میں بھی پایا جاتا ہے اور بہت سے اصول و واقعات منظر عام پر لاتا ہے۔[۲۳]

ابوجہل مخزومی سے متعلق ایک دوسری نادی قریش کا حوالہ اس کی عداوت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں آتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانۂ کعبہ کے قریب جناب الٰہی میں سربسجود تھے جبکہ ابوجہل مخزومی عتبہ بن ابی معیط اموی سمیت قریش کے چند افراد کے ساتھ مقام حجر میں موجود تھا۔ ابوجہل نے عقبہ بن ابی معیط سے ایک ذبح شدہ اونٹ کی اوجھڑی منگوائی اور بحالت سجدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس پر رکھ دی اور بعد میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جب خبر ہوئی تو انھوں نے آکر آپ کو اس اذیت سے نجات دی اس وقت تک شرکاء مجلس لطف اندوز ہوتے رہے۔ مولانا مودودی اور دوسرے سیرت نگاروں کے خیال میں یہ واقعہ سنہ نبوی کا ہے بلکہ امکان ہے کہ یہ ہجرت مدینہ کے قریب کا واقعہ ہو۔[۲۴]

اگرچہ ابوجہل مخزومی کے مطالبۂ معجزات جیسے دم عیسیٰ کی کارسازی، ہوائے سلیمان کی کارکردگی، زخرف کے مکان اور باغ نخیل کی فراہمی اور چشمۂ صافی کے زیر زمین نکالنے

اور یہ سب نہ ہوسکے تو آسمان کا ایک ٹکڑا گرانے وغیرہ یا زعوم کی تشریح وتعبیر کرنے کے سلسلہ میں لفظ "مجلس" یا "نادی" نہیں آتا ہے لیکن "معشر قریش" کے تخاطب سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بھی مجلس قریش ہی کا موقع تھا۔[۹]

بہر کیف "نادیٔ قریش" کا صریح ذکر ابوجہل مخزومی ہی کے حوالے سے اس کے بعد ہی آتا ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک اراشی تاجر اپنا اونٹ مکہ لایا اور ابوجہل کے ہاتھ اس کا سودا کر لیا۔ لیکن ابوجہل نے اس کی قیمت روک لی۔ اراشی تاجر نے "نادیٔ قریش" کے سامنے فریاد کی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد کے صحن (عرض) میں تشریف فرما تھے۔ قریشی اکابر نے ازراہ تفنن ومزاح کہا کہ "وہاں ایک شخص کو بیٹھے دیکھتے ہو۔ ان کے پاس جاؤ وہ تمہارا حق دلا دیں گے۔" وہ غریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ ابوجہل مخزومی کے گھر تشریف لے گئے اور اس نے چپ چاپ اس کی رقم ادا کر دی۔ اراشی تاجر نے دوبارہ "مجلس قریش" میں آکر حاضرین کو بتا دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرا حق مجھے دلا دیا۔ پھر جب ابوجہل مجلس میں پہونچا تو لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ازراہ مذاق بھیجا تھا مگر تم نے کیسے اس کا حق ادا کر دیا؟ ابوجہل نے بتایا کہ جیسے ہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دروازہ کھٹکھٹایا اور میں نے کھولا کہ میرا دل ہاتھ سے نکل گیا اور مجھے محسوس ہوا کہ ایک بھاری بھرکم اونٹ مجھے کھا جانے کے لیے منہ کھولے کھڑا ہے۔ اگر میں انکار کرتا تو وہ مجھے کھا جاتا لہٰذا اس شخص کی رقم اسے دے دی۔ لوگوں نے اس معجزۂ نبوی کو جادو سے تعبیر کیا۔[۱۰]

بلاذری نے ابوجہل ہی کے ایک اور واقعۂ ظلم وستم کا ذکر کیا ہے کہ ایک زبیدی تاجر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام حضرات ابوبکر وعمر وسعد بن ابی وقاص کی مجلس میں بیان کیا کہ ابوجہل نے میرے تین بہترین اونٹوں کی کم قیمت لگائی اور اب اس کے خوف سے کوئی ان کی صحیح قیمت نہیں دے رہا ہے۔ معشر قریش! یہ کیسا ظلم ہے؟ بعد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح قیمت پر ان کو خرید لیا اور ابوجہل مسحور زدہ کچھ نہ کر سکا بلکہ آپ نے جب تنبیہ کی کہ آئندہ ایسا نہ کرنا تو اس نے صدق دل سے سر جھکا کر وعدہ بھی کر لیا۔[۱۱]

غالباً علانیہ دعوت کے بعد پہلے سال جب موسم حج آیا تو قریشی اکابر کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی دعوت کے تعلق سے بڑی فکر وتشویش لاحق ہوئی۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ قریش کے کچھ لوگ ولید بن مغیرہ مخزومی کے پاس جمع ہوئے جبکہ بلاذری کا بیان ہے کہ ولید نے قریش کو دار الندوہ میں جمع کر کے یہ فیصلہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ساحر مشہور کیا جائے جو مرد اور اس کی بیوی میں تفریق کرا دیتا ہے۔ بظاہر یہ مجلسِ قریش کا فیصلہ معلوم ہوتا ہے، کم از کم ابن ہشام کے الفاظ سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے[۱۱]۔

بلاذری وغیرہ کے بیان سے ولید بن مغیرہ مخزومی کے حوالہ سے ایک اور مجلس قریش کا مضمر طور سے ذکر آتا ہے کہ ولید کے ساتھ متعدد قریشی اکابر جیسے اسود بن عبد المطلب اسدی، عاص بن وائل سہمی اور امیہ بن خلف جمحی وغیرہ موجود تھے اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ باہمی اتفاق کر کے ہم اپنے اپنے معبودوں کی عبادت کریں اور کوئی کسی کو برا بھلا نہ کہے۔ اسی مجلسِ قریش کے سلسلہ میں سورۂ کافرون کی آیاتِ کریمہ نازل ہوئیں[۱۲]۔

ابن ہشام نے اس سلسلہ میں ایک بہت اہم روایت نقل کی ہے جو حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص سہمی کے عینی مشاہدہ پر مبنی ہے کہ قریش کے اشراف ایک دن مقام حِجر (رکن حجر اسود) کے پاس جمع ہوئے میں بھی وہاں موجود تھا۔ انھوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے اس شخص کے بارے میں جیسے صبر وضبط کا مظاہرہ کیا ہے ویسا کبھی نہیں کیا۔ اس شخص نے ہمارے عقلمندوں کو بے وقوف قرار دیا ہے، ہمارے آبا و اجداد کو سب وشتم سے نوازا، ہمارے دین کو عیب لگایا، ہماری جمعیت کا شیرازہ منتشر کر دیا اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا۔ ہم نے اس شخص کے تعلق سے بہت ہی صبر وضبط کیا ہے۔ وہ یہی کہہ سن رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ رکنِ حجر کا استلام کیا اور جب طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے تو انھوں نے آپ پر طعنہ کشی کی اور جب ایسا تیسری بار ہوا تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس ٹھہر کر فرمایا: "معشرِ قریش! سنتے ہو! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے پاس ذبح کے حکم کے ساتھ آیا ہوں"۔ آپ کے اس کلمۂ تہدید سے وہ مبہوت ہو گئے اور ان کو سانپ سونگھ گیا

اور وہ طرح طرح کی باتیں بنانے لگے۔ دوسرے دن کی مجلس میں بعض حاضرین نے کل کے واقعہ کے لیے اپنے رفقاء کو لعنت ملامت کی اور جب آپ تشریف لائے تو آپ سے کہا کہ آپ نے کل ایسا کہا تھا۔ آپ نے فرمایا ہاں میں نے ہی کہا تھا۔ تو انھوں نے آپ کو اذیت دی جس سے حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کو نجات دلائی[۱۲]

حضرت حمزہ بن عبد المطلب ہاشمی کے قبول اسلام کے ذیل میں قریشی مجالس کا ذکر بڑی صراحت کے ساتھ آتا ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت حمزہ جب شکار سے واپس آتے وہ شکار کے بہت دلدادہ تھے تو کعبہ مکرمہ کا طواف ضرور کرتے اور دوران طواف قریش کی جس "نادی/مجلس" سے گذرتے تو اس کے پاس ضرور ٹھہرتے اور ان کو سلام کرتے اور ان سے بات چیت کرتے۔ ایک دن ابوجہل مخزومی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت لعن طعن کیا اور پھر کعبہ کے پاس ایک قریشی مجلس میں جا بیٹھا حضرت حمزہ حسب معمول شکار سے واپس آئے تو طواف کیا اور ہر مجلس قریش کے پاس ٹھہر کر سلام و کلام کیا اور جب واپس اپنے گھر کی طرف چلے تو عبداللہ بن جدعان تیمی کی کنیز نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوجہل مخزومی کی سخت کلامی کا واقعہ بیان کر دیا جو اس نے خود دیکھا تھا۔ حضرت حمزہ مارے غصے کے پلٹے اور مسجد میں داخل ہو کر سیدھے اس مجلس میں گئے جہاں ابوجہل بیٹھا تھا اور اس کو مار کر زخمی کر دیا اور اسی حالت غیظ و غضب میں اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔[۱۵]

بنو عبد مناف کے ایک عظیم ترین شیخ اور قریش کے بزرگ ترین سردار عتبہ بن ربیعہ عبد شمسی کے حوالہ سے کئی مجالس قریش کا ذکر مآخذ میں ملتا ہے۔ حضرت حمزہ کے قبول اسلام کے بعد کی ایک مجلس قریش کا ذکر ہے کہ ایک دن اس میں سید قوم عتبہ بن ربیعہ موجود تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے۔ عتبہ بن ربیعہ نے اپنے اصحاب مجلس سے مشورہ کرنے کے بعد آپ سے کافی طویل گفتگو کی اور آپ کے نام و نسب، عظمت و مقام اور کارکردگی کے بارے میں کچھ کہنے کے بعد صلح کی شرائط پیش کیں کہ اموال اور ملک و بادشاہی عطا کرنے یا علاج معالجہ کرنے کی کوشش وہ کریں گے بشرطیکہ آپ اس کام سے باز آجائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی باتیں سننے کے بعد جواب میں اس کو سورۂ فصلت کی

آیات سنائیں اور سجدۂ تلاوت کی آیت پر سجدہ کیا۔ عتبہ بن ربیعہ اتنا مسحور و مبہوت ہوا کہ اس نے بھی سجدہ کیا اور جب واپس ہوا تو اہلِ مجلس نے اس کے چہرے کو دیکھ کر کہا کہ "ابوالولید دوسرے چہرے کے ساتھ واپس آرہے ہیں"۔ اسی مجلس میں عتبہ بن ربیعہ نے قریش کو مشورہ دیا تھا کہ وہ آپ کو اپنے حال پر چھوڑ دیں کیونکہ اگر عربوں نے آپ کا کام تمام کر دیا تو قریش کا مقصد حل ہو جائے گا اور اگر آپ عرب پر غالب آگئے تو آپ کی بادشاہی اور سرفرازی قریش کی بادشاہت اور عزت ہو گی اور سعادت بھی لیکن اہلِ مجلس نے اس کے مشورے پر کان نہ دھرے۔[۱۶]

اسی کے بعد ابن اسحاق نے ایک دوسری مجلس قریش کا حال یوں بیان کیا ہے کہ جب اسلام مکہ میں پھیل گیا اور جس جس پر قریش کا بس چلا اس کو محبوس و مقید اور گرفتار بلا کیا۔ پھر ایک دن اشرافِ قبائلِ قریش — عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوسفیان بن حرب، نضر بن حارث، ابوالبختری بن ہشام، اسود بن مطلب، زمعہ بن الاسود، ولید بن مغیرہ، ابوجہل بن ہشام، عبداللہ بن ابی امیہ، عاص بن وائل، امیہ بن خلف، نبیہ ومنبہ فرزندانِ حجاج وغیرہ وغیرہ۔ صحنِ کعبہ میں غروبِ آفتاب کے بعد جمع ہوئے اور آپ کو بات چیت کرنے کے لیے بلا بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گمان ہوا کہ شاید ان کے دل میں اسلام کے لیے گنجائش پیدا ہوگئی ہے اس لیے تیزی سے تشریف لائے اور پھر قریشی اکابر نے وہی شرائط اور تجاویز پیش کیں جو پہلے عتبہ انفرادی طور سے پیش کر چکا تھا۔ مگر جب آپ نے ان کی تجاویز ٹھکرا دیں اور اسلام کی تبلیغ سے باز آنے سے انکار کر دیا تو انھوں نے آپ سے طرح طرح کے معجزات دکھانے کا مطالبہ کیا۔ آپ کی واپسی کے بعد ابوجہل نے دوسرے دن برسرِ مجلس آپ کو بحالتِ سجدہ قتل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا خواہ اس کے بعد بنو عبد مناف کچھ بھی کریں۔[۱۷]

دوسرے دن ابوجہل حسبِ وعدہ ایک پتھر لے کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے بیٹھ گیا۔ آپ حسبِ دستور تشریف لائے اور رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان شام کی طرف قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ قریشی اکابر بھی اپنی اپنی مجالس میں اس انتظار میں بیٹھ گئے کہ دیکھیں ابوجہل کیا کرتا ہے۔ جب آپ سجدہ میں گئے تو ابوجہل نے پتھر اٹھا کر آپ کا رخ کیا لیکن جوں ہی قریب پہونچا الٹے

پاؤں گھبرا کر بھاگا۔ اس کے چہرے کا رنگ فق تھا اور پتھر اس کے ہاتھوں سے پھسلتا جا رہا تھا تاآنکہ وہ گر گیا۔ اہلِ مجالس نے ابوجہل سے سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ جیسے ہی میں آپ کے قریب پہونچا ایک بھیانک اونٹ مونہہ پھاڑے میری طرف بڑھا جیسے وہ مجھے کھا جائے گا[۱۸]

ابنِ اسحاق نے قریش کے شیاطین اور موذیوں میں سے ایک نضر بن حارث کے حوالہ سے قریشی مجالس کے تسلسل اور اس کی ایک خاص مجلس قریش میں آپ کے تعلق سے قریشی اکابر کے سامنے تشویش ظاہر کرنے کا حوالہ دینے کے بعد لکھا ہے کہ جب بھی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور اس میں اللہ عزوجل کا ذکر کرتے اور اپنی قوم کو امم سابقہ کی تکفیر و تکذیب کے سبب ان پر عذابِ الٰہی کا حوالہ دیتے تو وہ آپ کے پیچھے مجلس میں کھڑا ہو جاتا اور قریشیوں کو مخاطب کر کے کہتا کہ میں آپ سے زیادہ اچھی باتیں تمہیں سنا سکتا ہوں اور پھر وہ ان کو شاہانِ فارس اور رستم و اسفندیار کے قصے سناتا[۱۹]

اسی نضر بن الحارث نے اس خاص مجلس میں قریشی اکابر کو مشورہ دیا کہ وہ یہودِ مدینہ سے آپ کی حقیقت معلوم کریں کیونکہ ان کو علم الانبیاء تھا اور وہ اہلِ کتاب تھے۔ چنانچہ اس کے مشورہ کے مطابق اس کو اور عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ بھیجا گیا اور احبارِ یہود نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ آپ سے تین چیزوں ۔ اصحابِ کہف، ذوالقرنین اور روح کے بارے میں پوچھیں اور بتایا کہ اگر آپ ان کے جواب صحیح صحیح دے دیں تو نبی مرسل ہیں اور ان کی پیروی کرنے کی بھی ہدایت کی۔ قریشی نمائندوں نے واپس آکر قریشی مجالس کو اپنی معلومات سے آگاہ کیا اور پھر آپ سے آکر ان سوالات کے جوابات مانگے۔ ان کا ذکر قرآنِ مجید کی سورۂ کہف میں موجود ہے۔ ابنِ اسحاق نے ان جوابات کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے[۲۰]

ابنِ اسحاق نے ابوجہل مخزومی کے حوالہ سے ایک اور مجلسِ قریش کا ذکر کیا ہے جس میں اس نے قرآنِ مجید کی سورۂ مدثر[۳۰] میں مذکور اصحاب النار کی تعداد "انیس[۱۹]" (لواحة للبشر، علیها تسعة عشر (آدمی کے تن) بدن کو (مار کے) جھلس دے اس پر انیس (پاسبان تعینات ہیں) کا مذاق اڑایا تھا لیکن حیرت انگیز بات یہ کہ اس کے بعد قریش موہ

وزن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوتِ قرآن خاص کر نماز میں تلاوت و قرارت کو خاص طور سے سننے لگے تھے[۲۱]

خاص مجالس قریش کے سامنے جرأتمندانہ طور سے قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے کا واقعہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ہے۔ ابنِ اسحاق وغیرہ کے بیان کے مطابق ایک دن صحابۂ کرام کے اجتماع میں یہ مسئلہ زیرِ بحث آیا کہ ابھی تک قریش کو بلند آواز سے بطورِ خاص قرآن نہیں سنایا گیا ہے لہٰذا انھیں سنانا چاہیے مگر اس کام کے لیے ایسا شخص ہونا چاہیے جس کو اس کے اہل خاندان (عشيرية) اگر قوم شرارت و ایذا پر تل جائے۔ تو بچا سکیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ کے بھروسے پر اس فریضہ کا بیڑا اٹھالیا۔ دوسرے دن صبح چاشت کے وقت وہ مسجد حرام پہونچے جہاں قریش اپنی مجالس سجائے بیٹھے تھے اور ان کے سامنے بلند آواز سے سورۂ رحمٰن کی تلاوت شروع کر دی۔ پہلے تو قریش ہکا بکا رہ گئے لیکن جیسے ہی ان کو احساس ہوا کہ یہ تو پیغامِ محمدی ہے انھوں نے حضرت عبداللہ کے چہرے پر مارنا شروع کر دیا لیکن وہ دھن کے پکے مار کھاتے گئے اور قرآن سناتے گئے۔ پھر اس عزم کے ساتھ لوٹے کہ دوسرے دن پھر ان کی مجالس میں پہونچ کر تلاوتِ قرآن کریں گے لیکن ان کے اصحاب نے منع کر دیا کہ آج ہی کا کام کافی ہو گیا[۲۲]

اگرچہ ابنِ اسحاق، ابن ہشام، بلاذری وغیرہ نے حضرت عمر بن خطاب کے قبولِ اسلام کے پس منظر میں قریشی مجلس / مجالس کا حوالہ نہیں دیا ہے تاہم دوسری روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمر کو اسلام کے خلاف برانگیختہ کرنے کا فوری محرک "قریشی نادی" کا مباحثہ تھا جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکی سماج کو پراگندہ کرنے کا خاص الزام عائد کر کے حضرت عمر میں طیش و غضب کا طوفان کھڑا کر دیا تھا اور جس کے فوری شدید ہیجان کے تحت حضرت عمر تلوار سونت کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادۂ فاسد سے نکل کھڑے ہوئے تھے ان روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ قریش کے اجتماع کو خطاب کر کے ابو جہل نے اشتعال انگیز باتوں کے علاوہ خاصے بڑے انعام کا اعلان بھی کیا تھا اور جس نے بھی کسی حد تک حضرت عمر کو آمادۂ قتل و قتال کیا تھا[۲۳]

مولانا مودودی نے ابونعیم اور ابن عساکر وغیرہ کے حوالہ سے حضرت عمر کے اسلام لانے کے بارے میں خود حضرت عمرؓ کے بیان میں نقل کیا ہے اس میں ایک اہم بیانِ فاروقی مجالسِ قریش سے متعلق ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام چھپانے اور ظاہر کرنے کے معاملہ پر بحث کرتے ہوئے حضرت عمرؓ نے عرض کیا" اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بناکر بھیجا ہے، میں کوئی ایسی مجلس نہ چھوڑوں گا جہاں میں کفر کے ساتھ بیٹھا تھا اور اب اسلام کے ساتھ نہ بیٹھوں"۔ پھر ہم لوگ دو صفوں میں نکلے ایک میں میں تھا اور دوسرے میں حمزہ۔ یہاں تک کہ ہم مسجدِ حرام میں داخل ہوگئے۔ قریش نے جب ہم کو دیکھا تو ان کو اس قدر شدید دھچکا لگا کہ پہلے کبھی نہ لگا تھا۔ اس واقعہ کو ابن ماجہ، حاکم اور ابن سعد نے بھی ذرا مختلف طریقہ سے نقل کیا ہے۔[۲۴]

ابن اسحاق وابنِ ہشام نے البتہ ایک دوسری روایت میں حضرت عمر کی اشاعت اسلام کے سلسلہ میں مجالسِ قریش کا واضح ذکر کیا ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت عمر پورے مکہ اور قریش کے درمیان اس کی خبر پھیلانے کے مشتاق تھے۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ جمیل بن معمر جمحی خبریں پھیلاتا ہے تو اس کو جاکر اپنے قبولِ اسلام کی خبر دے دی اور وہ تیز رفتاری سے آناً فاناً اپنی چادر گھسیٹتا مسجدِ حرام پہونچا اور دروازے ہی پر چیخنے لگا کہ" قریش کے اکابر! عمر تو بددین ہوگئے"؟ اس وقت قریش کعبہ کے اردگرد اپنی مجلسوں میں بزم آرا تھے۔ اس کے پیچھے پیچھے حضرت عمر بھی پہونچے اور انھوں نے برسرِ مجالس اعلان کیا کہ" میں بددین نہیں، مسلمان ہوگیا ہوں"۔ انھیں مجالسِ قریش میں حضرت عمر نے قریش کا مقابلہ اور ان سے مقاتلہ کیا، ان کو دھمکی دی اور حضرت عمر کو عاص بن وائل سہمی نے قریش کے غیظ و غضب سے بچایا اور پناہ دی۔[۲۵]

حضرت عمر بن خطاب کے قبول اسلام کے ضمن میں ابن اسحاق وابن ہشام نے خانۂ کعبہ کے گرد صباحی مجالسِ قریش کے سوا ایک اور عام شبینہ مجلس کا بھی حوالہ دیا ہے۔ حضرت عمر کا اپنا بیان ہے کہ میں جاہلیت میں اسلام کا دشمن اور شراب کا رسیا تھا۔ آلِ عمر بن عبد بن عمران مخزومی کے گھروں کے پاس حَزْوَرہ نامی بازار میں (جو بعد میں مسجدِ حرام کا حصہ بن گیا) ہماری ایک مجلس تھی جہاں افرادِ قریش جمع ہوا کرتے تھے

ایک رات اپنے جلیسوں کے ساتھ اس مجلس میں لطف اندوز ہونے کے لیے پہونچا تو وہاں کوئی نہ ملا، پھر ایک شراب فروش کا رخ کیا مگر وہ بھی نہ ملا ناچار وہاں سے کعبہ کے طواف کے لیے گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے پایا اور چھپ کر آپ کی تلاوت قرآن سنی جس نے اسلام میرے دل میں اتار دیا۔[۲۶]

بنو ہاشم اور بنو مطلب کی مخالفت کے باوجود قریش نے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماجی مقاطعہ کا فیصلہ کیا اور اس کے لیے جو تحریر تیار کی گئی راویوں نے اس کے مقام کتابت کا ذکر نہیں کیا ہے عام طور سے اس کا مقام دار الندوہ سمجھا جاتا ہے لیکن امکان ہے کہ اس کی کتابت کا واقعہ مجالس قریش ہی میں پیش آیا ہو اس کو تقویت اس امر سے ملتی ہے کہ قریش نے اس صحیفۂ مقاطعہ کو تشہیر و توثیق کی خاطر کعبہ پر آویزاں کر دیا تھا۔[۲۷] ابن ہشام وغیرہ نے ایک مجلس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اس کے بعد ہی کیا ہے کہ سورۂ تبت یدا ابی لہب کے نزول کے بعد ابولہب کی بیوی ام جمیل ایک پتھر لیے خانۂ کعبہ مجلس نبوی میں پہونچی اس وقت وہاں حضرت ابوبکر اور عمر بھی موجود تھے لیکن وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکی اور برا بھلا کہتی ہوئی واپس چلی گئی۔[۲۸]

ابن ہشام اور بلاذری وغیرہ نے مجالس نبوی میں اُبی بن خلف جمحی اور عقبہ بن ابی معیط اموی کی شرکت کا ذکر کیا ہے۔ روایات کے مطابق پہلے عقبہ مجلس نبوی میں حاضر ہوا پھر ابی بن خلف اور اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیات اخروی پر بحث کی اور مرنے کے بعد جینے کے تصور اسلامی کا مذاق بھی اڑایا۔

اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے بارے میں آیات نازل فرمائیں۔[۲۹] اسی طرح جب ابوجہل نے قرآن میں "شجرۃ الزقوم" (سورۂ دخان ۴۳-۴۸) کے ذکر کا استہزاء اپنی قوم کو مخاطب کر کے کیا تھا تو اس میں "نادی قریش" کا اگرچہ واضح ذکر نہیں لیکن مقدر معلوم ہوتا ہے۔[۳۰] تفسیر و حدیث و سیرت کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مجلس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے سردار ولید بن مغیرہ کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے اور آپ کو اس کے اسلام لانے کی امید ہو چلی تھی کہ اسی دوران نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتوم آ گئے، اور انھوں نے آپ سے قرآن کریم پڑھنے کی خواہش کا اظہار کیا جس سے آپ کو ناگواری ہوئی اور اس کے نتیجہ میں سورۂ عبس کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔[۳۱]

مہاجرینِ حبشہ کی مکہ مکرمہ واپسی کے بحث میں قریشی مجالس کا واضح ذکر آتا ہے۔ ان کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریشی اکابر کو ایک مجلس میں اسلام کی دعوت دیتے ہوئے سورۃ النجم کی آیات تلاوت فرمائیں اور جب آپ سجدۂ تلاوت پر پہونچے تو سب نے سجدہ کیا[۳۲] اس سے خبر پھیل گئی کہ قریش نے اسلام قبول کرلیا اور اس سے متاثر ہوکر بہت سے لوگ واپس مکہ چل دئے۔ لیکن جب ساحلِ سمندر پر پہونچے تو معلوم ہوا کہ خبر محض افواہ تھی لہٰذا کچھ لوگ تو واپس حبشہ چلے گئے اور زیادہ تر چھپ چھپا کر مکہ مکرمہ آگئے اور انھوں نے قریشی اکابر میں سے کسی نہ کسی کی حمایت اور پناہ حاصل کرلی۔
ان میں سے ایک اہم شخصیت حضرت عثمان بن مظعون جمحی کی تھی جن کو ولید بن مغیرہ مخزومی نے پناہ دی تھی لیکن حضرت عثمان کو ان کی پناہ میں امن وحفاظت کی زندگی عار نظر آنے لگی کیونکہ ان کے بہت سے رفقاء بے جوار ہونے کے سبب قریش کے ظلم وستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ لہٰذا حضرت عثمان جمحی ان کی جوار واپس کرنے ان کے پاس گئے تو ولید نے ان کو بہت سمجھایا اور جب وہ نہ مانے تو اس نے کہا: "اگر ایسا ہی ہے تو میرے ساتھ مسجد چلو اور میری جوار علانیہ واپس کرو جیسے میں نے تم کو علانیہ جوار دی تھی" چنانچہ وہ دونوں مسجد پہونچے اور وہاں سب کے سامنے حضرت عثمان جمحی نے ولید مخزومی کی جوار واپس کردی اور چل دئے۔ اسی مجلس قریش میں اس وقت مشہور جاہلی شاعر لبید بن ربیعہ شعر سنا رہے تھے اور جب انھوں نے یہ شعر سنایا:

الا کل شی ما خلا اللہ باطل　　　وکل نعیم لا محالۃ زائل

(جان لو! اللہ کے سوا ہر شے باطل ہے　　　اور ہر نعمت لامحالہ زائل ہونے والی ہے)

تو حضرت عثمان جمحی نے پہلے مصرعہ کی تعریف وتصدیق کی لیکن دوسرے کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو نعیم جنت زائل ہونے والی نہیں۔ اس پر لبید نے سخت ناگواری کا اظہار کیا کہ "معشر قریش! تمہارے ہمنشینوں کو اذیت نہیں دی جاتی تھی مگر اب یہ کب سے شروع ہوگئی"۔ اور اس کے نتیجہ میں بحث ومباحثہ سے بات بڑھ کر مار پیٹ تک پہونچی اور حضرت عثمان کو جو مار پڑی اس میں ان کی ایک آنکھ زخمی ہوگئی[۳۳] بہرکیف حضرت عثمان بن مظعون جمحی کو جوار ملنے اور اس کو مسترد کرنے کے ضمن میں دو مجالسِ قریش کا واضح ذکر ملتا ہے یہی حال حضرت ابوبکر صدیق کی جوار کا ہے۔ رئیسِ احابیش

ابن الدغنہ نے جب سفرِ مہاجرت میں حضرت ابوبکر صدیق سے ملاقات کی تو ان کو واپس مکہ مکرمہ لایا مسجدِ حرام پہونچ کر سب کے سامنے اعلان کیا کہ اس نے حضرت صدیق کو اپنی جوار میں لے لیا ہے لہٰذا کوئی اُن سے تعرض نہ کرے۔ لیکن جب قریش کی شکایت پر کہ حضرت ابوبکر نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی ہے اور نماز پڑھتے وقت روتے اور قریشی عورتوں بچوں کو متاثر کرتے ہیں تو ابن الدغنہ نے ان سے جوار واپس کرنے کو کہا اور انھوں نے واپس کردی اور ابن الدغنہ نے معشرِ قریش کے سامنے اپنی جوار کے مسترد کیے جانے کا اعلان کیا۔[۳۴]

صحیفۂ مقاطعہ کی منسوخی کے سلسلہ میں مجالسِ قریش کا واضح ذکر کئی روایات میں آتا ہے۔ ابنِ اسحاق کا بیان ہے کہ جب مقاطعہ کے سبب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی خاص کر بنو عبد مناف کے دو خاندانوں بنو ہاشم اور بنو مطلب کی تکلیف واذیت ناقابلِ برداشت حد تک پہونچ گئی تو کئی قریشی قبیلوں کے نیک نہاد افراد واکابر جیسے ہشام بن عمرو، زہیر بن ابی امیہ مخزومی، مطعم بن عدی نوفلی، ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن اسود اسدی نے مقاطعہ کو منسوخ کرانے کا فیصلہ کرایا۔ دوسرے دن صبح سویرے وہ اپنی اپنی مجالس میں گئے۔ اس وقت ناحیۂ مسجد میں ابوجہل مخزومی کے علاوہ ابوطالب ہاشمی بھی موجود تھے اور بحث ومباحثہ اور مناظرہ ومجادلہ کے بعد مطعم بن عدی نے برسرِ مجالس صحیفۂ مقاطعہ کو پھاڑ دیا جس کو پہلے ہی دیمک چاٹ چکی تھی۔[۳۵] دوسری روایت کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کو پہلے ہی باخبر کر دیا تھا کہ دیمک نے صحیفۂ مقاطعہ کو کھالیا ہے اور اس میں سوائے اسمِ الٰہی کے اور کچھ نہیں بچا ہے چنانچہ ابوطالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ظالمانِ قریش کو آگاہ کرنے پہونچے اور مسجدِ حرام میں داخل ہوکر قریش کے معشر (اجتماع) کو مخاطب کرکے واقعہ سے آگاہ کیا اور جب گروہِ قریش نے صحیفہ دیکھا تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر صحیح نکلی۔[۳۶]

اگرچہ سفرِ طائف سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی پر آپ کو بنو نوفل کے شیخ اور آپ کے چچا مطعم بن عدی کی جوار ملنے کے سلسلہ میں مجالسِ قریش کا صریح ذکر نہیں موجود ہے تاہم ان کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ قرائن اس کی توثیق کرتے ہیں۔ ابنِ ہشام کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مطعم بن

عدی سے جوار طلب کی تو اس نے قبول کر لی۔ پھر مطعم بن عدی اور اس کے "اہلبیت" مسلح ہو کر مسجد حرام گئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں بلا بھیجا" اور ظاہر ہے کہ بنو نوفل کے ان جیالوں نے حمایت نبوی کا اعلان بھی کیا تھا تاکہ اکابر قریش کو معلوم ہو جائے کہ اب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جوار و پناہ میں ہیں۔[۳۷]

وفد نجران کی آمد اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے سلسلہ میں ابن ہشام نے مجالس قریش کا صریح ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں ہی قیام فرما تھے کہ نصاریٰ نجران کے بیس[۲] کے قریب نمائندے جناب نبوی میں حاضر ہوئے کہ ان کو آپ کی خبر حبشہ میں ملی تھی۔ وہ مکہ پہنچے تو آپ کو مسجد حرام میں پایا وہ آپ سے ملے اور چند سوالات پوچھے۔ اس وقت قریش کے اکابر (رجال) کعبہ کے گرد اپنی اپنی مجالس میں موجود تھے۔ اسی مجلس نبوی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاریٰ نجران کو اسلام کی دعوت دی اور وہ سب کے سب اسلام لے آئے۔ جب وہ واپس جانے لگے تو ابو جہل مخزومی نے ان کو خاصا لعن طعن کیا اور اس میں ان کی "مجالس" کا بھی ذکر کیا جو بارگاہ نبوی میں ان کی سعادت کا باعث بنی تھیں۔ ظاہر ہے کہ نصاریٰ نجران کی گفتگو، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اور ان کے نتیجہ میں ان کے اسلام لانے کا سارا ماجرا ان کی مجالس کے سامنے گذرا تھا جو عینی مشاہدہ بن کر ان کے پہلو میں درد و کرب کا کانٹا بن کر چبھ گیا تھا۔[۳۸]

مجالس قریش کے دوش بدوش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کی مجلس بھی منعقد ہوتی تھی خاص کر حضرت عمر بن خطاب کے قبول اسلام کے بعد مسجد حرام میں مجلس نبوی کی ایک خاص جگہ مقرر ہو گئی تھی جو روزانہ ہوا کرتی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب کرام حسب توفیق و فرصت شرکت کر کے سعادت حاصل کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا مباحث میں مختلف حوالوں سے ملتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی ابن اسحاق وغیرہ متعدد سیرت نگاروں نے ان مجالس نبوی میں سے کئی کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں مجلس آرا ہوتے تو آپ کے کمزور و ضعیف صحابہ کرام جیسے جناب عمار، ابو فکیہہ لیسار، صہیب وغیرہ بھی ان میں شریک ہوتے تو قریش

ان کا مذاق اڑاتے۔ اس کا ذکر قرآن مجید کی آیات کریمہ میں آیا ہے۔ بلاذری نے اسی سلسلہ میں ایک اور واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ ایک بار حضرت صہیب اور ان کے ساتھی ایک مجلس قریش سے گذرے تو ان لوگوں نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا: "ان رذیلوں کو دیکھو! کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہوتے ہوئے انھیں پر احسان کیا ہے" اسی کا حوالہ سورۂ انعام ۵۳ میں آیا ہے[۱۳۹] ابن ہشام نے مذکورہ بالا روایت کے تسلسل میں ایک خاص مجلس نبوی اور اس کے مقام کا ذکر کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر کوہ مروہ کے پاس جبر نامی ایک نصرانی غلام (نوجوان) کی دکان (مبیعۃ) کے قریب تشریف فرما اور مجلس آرا ہوتے تھے اور اسی بنا پر قریش نے آپ پر الزام لگایا تھا کہ آپ اس عجمی سے پوچھ پوچھ کر اپنی باتیں کہتے ہیں[۱۴۰]

ابن اسحاق و ابن ہشام وغیرہ کی روایات سے واضح ہوتا ہے کہ سفر طائف سے واپسی کے بعد جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بازاروں، میلوں ٹھیلوں اور قبائلی ٹھکانوں خاص کر مواسم حج میں قبائل عرب کے خیمہ گاہوں پر جا جا کر اسلام کی دعوت دی تھی وہاں آپ نے قریشی مجالس کو نظر انداز نہیں کیا تھا۔ مختلف اکابر قریش جیسے زمعہ بن اسود، نضر بن حارث، اسود بن عبد یغوث، ابی بن خلف اور عاص بن وائل وغیرہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر اسلام کی دعوت دیتے تھے اور وہ یا تو آپ سے دین و اقتدار میں شراکت کی باتیں کرتے تھے یا آپ کا اور اسلام کا مذاق اڑاتے تھے۔ جیسا کہ ابن اسحاق نے ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف اور ابوجہل کے مذاق اڑانے کے ایک واقعہ کا ذکر قرآن مجید کی آیت کریمہ انعام ۱۰ کے حوالہ سے کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ محض دو چار مجالس قریش کا معاملہ نہیں تھا۔ یہ تو نت نیا اور مسلسل کاروبار طعن و تشنیع تھا اور دوسری طرف نبوی دعوت کا روزانہ کا معمول تھا[۱۴۱]

آخری تجزیہ

مجلس اور نادی کی جو تہذیبی، سماجی اور تمدنی حیثیت عہد جاہلیت میں تھی وہ عہد اسلامی میں بھی باقی رہی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کی اس تہذیبی روایت کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اپنا لیا۔ خیال ہے کہ اسلامی عہد سے قبل بھی آپ قریشی مجالس کے

میں خاص طور سے اور دوسری مجالسِ صباحی یا نادیٔ شبینہ میں شرکت فرماتے تھے لیکن آپ ان کی خدا ناشناس اور مسرفانہ حرکات سے اجتناب فرماتے تھے اور ان تمام تہذیبی اور سماجی روایات میں حصہ لیتے تھے جن کی کوئی اخلاقی قدر و قیمت اور سماجی افادیت تھی۔ اپنی بعثت کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ اور قریش کی ان تہذیبی مجالس کو اسلام کی دعوت و تبلیغ اور اللہ تعالیٰ کے دینِ مبین کی ترسیل و تشریح کے لیے استعمال کیا۔

عہدِ اسلامی میں مجالسِ قریش اور مجالسِ نبوی سے متعلق بعض اہم نکات نظر آتے ہیں۔ اول یہ کہ ابتدائی زمانہ میں خاص کر خفیہ تبلیغ کے زمانے میں آپ نے ان مجالس کو اسلام کے فروغ کے لیے نہیں استعمال کیا کہ اس وقت رازداری اور پوشیدگی ضروری تھی علانیہ تبلیغ کے بقیہ دس سالہ مکی دور میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجالسِ قریش کو بڑی ہوشیاری اور حکمت کے ساتھ اسلام کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے لیے استعمال کیا۔ دوم یہ کہ پہلے تین سال کے عرصہ میں مجالسِ قریش اور مجالس نبوی کی مثالیں کم نظر آتی ہیں مگر درحقیقت کم تھیں نہیں کہ خانۂ کعبہ کے اردگرد مجلس آرائی قریشی معمول اور مکی زندگی کی روزانہ ریت رہی تھی۔ تیسرے یہ کہ قریشی مجالس قبیلہ وار یا خاندان وار نظر نہیں آتیں۔ قبائلی روایات کے مطابق ہونا تو ایسا ہی چاہیے تھا مگر قریشی مجالس کے شرکاء کے اسماء و قبائل وغیرہ کی تفصیلات سے وہ بین القبائلی نظر آتی ہیں غالباً یہ مجالس سربرآوردہ افراد، معزز شیوخ اور صاحبِ علم و فضل سادات کی مقناطیسی شخصیات کے اردگرد گردش کرتی تھیں کہ مجلسی سیاروں کے وہی قطب و اقطاب تھے۔

ایک اہم نکتہ یہ ہویدا ہوتا ہے کہ عہدِ اسلامی میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس خاص ہوتی تھیں اور وہ زیادہ تر مروہ کے قریب منعقد ہوتی تھیں اور غالباً کبھی کبھی خانۂ کعبہ کے قریب اس کے زیرِ سایہ بھی۔ ظاہر ہے کہ اسلامی عہد میں مجالسِ نبوی کے مستقل اراکین و شرکاء اہلِ ایمان ہی ہوتے تھے۔ ان میں اکابر صحابہ کرام جیسے حضرات ابوبکر صدیق، عمر فاروق، حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی بھی شریک و سہیم تھے اور کمزور و ضعیف دنا تواں صحابہ کرام جیسے حضرات بلال، صہیب، عمار، ابو فکیہہ وغیرہ بھی شامل ہوتے تھے۔ ایک بات یہ عجیب ہے کہ کمزور مسلمانوں کا ذکر زیادہ ملتا ہے اور طاقتور صحابہ کرام کا نسبتاً

کم حوالہ ملتا ہے۔ ان مجالسِ نبوی کا ایک خاص پہلو یہ بھی ہے کہ بحث ومباحثہ اور مناظرہ ومجادلہ کے لیے اور کبھی کبھی افہام وتفہیم کی خاطر قریشی اکابر بھی ان مجالس میں شریکِ سعادت ہوتے تھے۔ ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قریشی اکابر کو بھی اپنی مجالس میں شریک ہونے کی دعوت دیتے تھے جو وہ قبول بھی کر لیتے تھے اور رد بھی کر دیتے تھے۔

موضوع ومقصد کے لحاظ سے اگر ان مجالسِ قریش اور مجالسِ نبوی کا تجزیہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ ان کا مرکزی موضوع اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور مکی سماج پر اُن کے اثرات ونتائج ہوتے تھے۔ ان سے متعدد اسلامی تعلیمات قرآنی آیات اور نبوی ارشادات کا پس منظر اور پیش منظر معلوم ہوتا ہے اور ساتھ ہی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکیمانہ تبلیغ وارشاد کا طریق کار بھی سیرتِ نبوی کے زاویۂ مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس عہد کے بیشتر واقعات وحادثات جن کا ذکر ہماری کتبِ سیرت وحدیث میں آتا ہے ان کا تعلق ان ہی مجالسِ قریش سے ہے۔

اس حقیقت میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ سیرتِ نبوی اور دعوتِ نبوی میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالسِ کعبہ شریفہ اور قریشی مجالسِ بیت اللہ کا کلیدی کردار رہا تھا۔ انھوں نے اسلام کی افہام وتفہیم اور نشر واشاعت کی راہیں کھولی تھیں۔ دعوتِ اسلامی کو عام ومشہور کیا تھا، اکابرِ قریش پر اللہ کی حجت تمام کی تھی۔ غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کیا تھا، اسلام میں داخل کیا تھا، اسلامی عقائد وافکار کو بہتر طریق سے سمجھایا تھا، شعر وادب اور تہذیب وتمدن کے غلط رجحانات کی روک تھام کی تھی، کلامِ الٰہی اور کلامِ نبوی کو منکروں واعراض پسندوں کے گوش گذار کیا تھا، اور سب سے بڑھ کر اسلامی تحریک، دین ومذہب اور معاشرہ وملت کو اتحاد واتفاق بخشا تھا اور اسلامیانِ مکہ کو قریشِ مکہ کے بالمقابل ایک مختلف سماجی وحدت بنا کر دکھایا تھا جس کی بنیاد اللہ کی توحید، رسالتِ محمدی، قیامت وآخرت کے عقائد اور نماز جیسے اسلامی رکن اور فضائل اخلاق وتہذیب پر قائم تھی۔

تعلیقات وحواشی

۱؎ سقیفۂ بنی ساعدہ کی شہرت عام ہے کہ جہاں قبیلۂ خزرج اور اس کے خاندانِ بنو ساعدہ کے اکابر

جمع ہوتے اور مجلس جماتے تھے تاریخ اسلام میں خلافت کے آغاز اور خلافتِ صدیقی کے انعقاد کے سبب اس کو بقائے دوام مل گئی۔ ملاحظہ ہو: ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، قاہرہ ۱۹۳۶ء چہارم بخاری، کتاب المظالم، باب ما جاء فی ..... وجلس النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ فی سقیفۃ بنی ساعدہ۔

لیکن اس کے علاوہ اور اس سے بہت پہلے خاندانی اور قبائلی مجالس (نادی / اندیہ) کا حوالہ آتا ہے۔ مثلاً مجلسِ بنی سلمہ، ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی لیلۃ القدر، مجلس الانصار، ابوداؤد، کتاب الاجارۃ، باب فی کسب الاماء، کتاب الادب، باب کم مرۃ یسلم الرجل فی الاستئذان یہ اسلامی عہد کی مدنی مجالس کے چند حوالے ہیں۔

مکی مجالس میں شخصی نوعیت کی مجلس کا ذکر اسلام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ملتا ہے کہ حضرات عثمان اموی، زبیر اسدی، عبدالرحمٰن زہری طلحہ تیمی، سعد زہری حضرت ابوبکر صدیق کے دوست تھے اور وہ اور دوسرے قریشی لوگ ان کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ابن ہشام اول، ص ۲۶۸

سے ۲ ابن ہشام، اول ۴۔ ۳۲۳ نے النادی کی تعریف یہ کی ہے: "المجلس الذی یجتمع فیہ القوم ویقصون فیہ امورھم" اس کی مزید شہادت قرآنی آیات سورۂ عنکبوت ۲۹ وتاتون فی ناریکم المنکر (اور اپنی مجلسوں میں ناشائستہ حرکتوں کے مرتکب ہوتے ہو) سورۂ مریم ۴۳: واحسنُ ندیا (اور مجلسیں (کس کی) زیادہ شاندار ہیں) سورۂ اقراء ۱۷: فلیدع نادیہ (تو اس کو چاہیے کہ اپنے ہمنشینوں کو.... بلالے) سے کرنے کے علاوہ کئی عرب شعراء کے اشعار سے بھی استشہاد کیا ہے۔ عبید بن الابرص کا ایک شعر ہے۔

اذھب الیک فانی من بنی اسد اھلِ الندیّ واھل الجُردِ والنادی

سلامہ بن جندل شاعرِ بنو سعد بن زید مناۃ تمیم کا شعر ہے:

یومانِ یوم مقامات و اندیۃ ویوم سیر الی الاعداء تأویب

دو دن اصل ہیں ایک قیام ومجالس کا دن ہے اور دوسرا دن دشمنوں کی طرف کوچ کرنے اور واپس آنے کا ہے)

کمیت بن زید کا شعر ہے:

لامھاذیر فی الندیّ مکاتیب وولا مصمتین بالافحام

پھر یقال (کہا جاتا ہے) کے کلمہ سے "النادی" کے ایک معنی "الجلساء" بھی بتائے ہیں۔

جس کو اردو میں "ہمنشیں" کہا جا سکتا ہے۔

۳ھ ابن ہشام اول، ۳۷-۱۳۶، محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المنمق، مرتبہ خورشید احمد فارق، دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن ۱۹۶۴ء، ص۱۱۲

۴ھ بلاذری، انساب الاشراف، قاہرہ ۱۹۵۹ء، اول ۸۱؛ ابن ہشام، اول، ۱۸۰۔

۵ھ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، مرتبہ مصطفی عبدالواحد، بیروت ۱۹۷۱ء، اول ۶۰-۲۵۹، زبیری، کتاب نسب قریش، مرتبہ لیفی پروفنسال، قاہرہ ۱۹۵۱ء، ۲۹۱؛ محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المنمق مرتبہ خورشید احمد فارق، حیدر آباد دکن ۱۹۶۴ء ص۴۷-۵۴

ابن کثیر نے صراحت سے اور دوسروں نے مفصل طور سے بیان کیا ہے کہ ایک زبیدی تاجر مکۂ مکرمہ سامانِ تجارت لے کر آیا اور بنوسہم کے شیخ عاص بن وائل نے اس کو خرید تو لیا مگر رقم ادا نہ کی۔ زبیدی نے تمام احلاف خاندانوں۔ عبدالدار، مخزوم، جمح، سہم اور عدی۔ وغیرہ سے داد رسی چاہی مگر کسی نے امداد نہ کی بلکہ اسی کو برا بھلا کہا۔ جب زبیدی نے فتنہ وفساد کا احساس کیا تو اس نے طلوعِ آفتاب کے وقت کوہِ ابوقبیس سے قریشی اکابر کو پکارا جب وہ کعبہ کے اردگرد اپنی مجالس میں بیٹھے ہوئے تھے (".... وقریش فی أندیتہم حول الکعبۃ ....)

۶ھ بلاذری، اول، ۶۰-۱۱۵۔ زہری کی روایت بواسطہ واقدی ہے۔

۷ھ سورۂ اقرار ۱۷، ابنِ کثیر، تفسیر القرآن العظیم، عیسی البابی الحلبی، مصر، چہارم ۵۲۸، "نے مراد قوم وعشیرہ ہی ہے" أي قومہ وعشیرتہ ای لیدعہم لیستنصربہم"۔ ترمذی اور نسائی اور طبری اور امام احمد وغیرہ کے حوالے سے ابوجہل کا واقعہ بیان کیا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو: بلاذری، اول ص۱۲۶

۸ھ بلاذری، اول، ۱۲۴، سید مودودی، سیرت سرورِ عالم، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی ۱۹۸۹ء، دوم ۴-۶۲۳.... انھوں نے حضرت فاطمہ کی کم از کم عمر نو سال تسلیم کرکے اس کو حضرت خدیجہ اور جناب ابوطالب کے انتقال کے بعد کا واقعہ مانا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو: بخاری، کتاب الصلوٰۃ وغیرہ؛ مسلم امام احمد، نسائی، بزار، طبرانی اور ابوداؤد طیالسی وغیرہم نے بھی نقل کیا ہے (بحوالہ مودودی)

۹ھ بلاذری، اول، ۱۲۷۔

۱۰ھ بلاذری، اول، ۹-۱۲۸، ابنِ ہشام، اول، ۱۷-۴۱۶۔ موخر الذکر نے اراشی تاجر کی شکایت وفریاد کے سلسلہ میں مجلسِ قریش کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: " فأقبل الأراشي حتی وقف علی نادٍ من قریش، ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ناحیۃ المسجد جالسٌ"

۱۱ھ بلاذری، اول، ۱۳۰

۱۲ھ ابن ہشام، اول ۸۳-۲۸۲؛ بلاذری، اول، ۱۳۳۔

۱۳ھ بلاذری، اول، ۱۳۴۔

۱۴ھ ابن ہشام، اول، ۱۱-۳۱۰۔

۱۵ھ ابن ہشام، اول ۱۳- ۳۱۲، کا بیان ہے کہ حضرت حمزہ نے جب ابوجہل کو مارا تو بنو مخزوم کے کچھ لوگوں نے ابوجہل کی مدد کرنی چاہی لیکن ابوجہل نے ان کو روک دیا کہ اسے خود اپنی حرکت ناشائستہ کی شناعت کا احساس تھا۔

۱۶ھ ابن ہشام، اول، ۱۴-۳۱۳، کے متعلقہ الفاظ ہیں: "قال یوما وھو جالس فی نادی قریش"

۱۷ھ ابن ہشام، اول، ۱۸-۳۱۴۔

۱۸ھ ابن ہشام، اول، ۹- ۳۱۸ کے اہم الفاظ ہیں: "..... وقد غدت قریش فجلسوا فی اندیتہم ینتظرون ما ابوجہل فاعل ...."

۱۹ھ ابن ہشام، اول، ۲۰- ۳۱۹، نے اس بارے میں لکھا ہے" فکان اذا جلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلساً فذکر فیہ باللہ وحذّر قومہ ما اصاب من قبلہم من الامم من تقمہ اللہ خلفہ فی مجلسہ اذا قام، ثم قال ...."

۲۰ھ ابن ہشام، اول، ۲۱- ۳۲۰ اور مابعد ۳۳۵ تک۔

۲۱ھ ابن ہشام، اول، ۳۳۶۔

۲۲ھ ابن ہشام، اول، ۷- ۳۳۶ کا متعلقہ جملہ ہے: "فغدا ابن مسعود حتی أتی المقام فی الضحیٰ، وقریش فی اندیتہا، حتی قام عند المقام، ثم قرأ ...."

۲۳ھ حلبی، سیرت حلبیہ، اول، ۵- ۴۴۴۔ نیز ملاحظہ ہو: ابن اسحاق اردو ترجمہ (نقوش رسول نمبر) ۲- ۱۹۱؛ ابن ہشام، اول، ۶۶- ۵۶۵۔

۲۴ھ سید مودودی، سیرت سرور عالم، دوم ۱۱- ۶۱۰۔

۲۵ھ ابن ہشام، اول ۱- ۳۷۰، کا دلچسپ جملہ ہے "..... صرخ باعلیٰ صوتہ: یا معشر قریش! وھم فی اندیتہم حول الکعبۃ ...."

۲۶ھ ابن ہشام، اول ۹-۳۶۸، نے اس مجلس کے لیے ان الفاظ کا استعمال کیا ہے: "..... وکان لنا مجلس یجتمع فیہ رجال من قریش بالحَزْوَرَۃ عند دور آل عمر بن عبد بن

عمران المخزومی، قال: فخرجت لیلة ارید جلسائی اولئك فی مجلسهم ذالك"

۲۷ء ابن ہشام، اول، ۳۷۲

۲۸ء ابن ہشام، اول ۹-۳۷۸، میں مجلس نبوی میں صرف حضرت ابوبکر کی موجودگی کا حوالہ ہے لیکن بلاذری، اول، ۱۲۳، میں حضرات شیخین کی موجودگی کا ذکر ہے اور یہ بھی ذکر ہے کہ حضرات عمر و ابوبکر نے ام جمیل سے بات کرنے کے لیے مباحثہ بھی کیا تھا۔

۲۹ء ابن ہشام، اول ۳۸۵، بلاذری، اول، ۱۳۷

۳۰ء ابن ہشام، اول ۷-۳۸۶، شجرۂ زقوم/زقوم کا ذکر اس سورہ کے علاوہ دخان اور سورتوں صافات ۶۲ اور واقعہ ۵۲ میں بھی آیا ہے۔

۳۱ء ابن ہشام، اول، ۳۸۸؛ ابن کثیر، تفسیر، چہارم، ۷۱-۴۷۰۔

۳۲ء بلاذری، اول، ۲۲۷؛ ابن کثیر، تفسیر، چہارم، ۲۶۰۔

۳۳ء ابن ہشام، اول ۹۲-۳۹۱، نیز بلاذری، اول ۸-۲۲۷۔

۳۴ء ابن ہشام، اول ۶-۳۹۵۔

۳۵ء ابن ہشام، اول، ۹۹-۳۹۸، نے مجالس کا حوالہ ان الفاظ میں دیا ہے "..... فلما أصبحوا غدوا الی اندیتهم۔"

۳۶ء ابن ہشام، اول، ۴۰۰-۳۹۹۔

۳۷ء ابن ہشام، اول، ۴۰۶۔

۳۸ء ابن ہشام، اول، ۱۹-۴۱۸ نے مجالس قریش کا ذکر معروف الفاظ میں کیا ہے "رجال من قریش فی اندیتهم حول الکعبه" جبکہ ابوجہل کے الفاظ میں اس کا حوالہ یوں آیا ہے۔ فلم تطمئن مجالس عنده حتی فارقتم دینکم وصدقتموه بما قال...."

۳۹ء ابن ہشام، اول، ۴۲۰؛ بلاذری، اول، ۱۸۱

۴۰ء ابن ہشام، اول، ۴۲۰؛ قرآن مجید، سورۂ نحل ۱۰۳ کی آیت کریمہ میں اس کی طرف اشارہ ہے

۴۱ء ابن ہشام، اول، ۴۲۳۔